خلافت لائبریری ربوہ

منگل 8- ستمبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

213029

CPL 61

منگل 8- ستمبر 1998ء 16 جمادی الاول 1419ھ - 8- تبوک 1377ھش جلد 48-83 نمبر 197

غیبت کیا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تو نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الغیبۃ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں، لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اٹھا نہیں لاتا۔ وہ اسی وقت گیا اور اسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اسے اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے بُرا لگے غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے، تو اس کا نام بہتان ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60)

غیبت سے اجتناب کی تلقین

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

غیبت کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر کسی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہوتا ہاں اگر جھوٹی بات بیان کی جائے تو وہ غیبت ہوتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ غیبت کا اطلاق ہمیشہ ایسی سچی بات پر ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے اس کی غیر حاضری میں بیان کی جائے اگر جھوٹی بات بیان کی جائے گی تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہو گا احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ غیبت تو بری چیز ہوئی اگر اپنے بھائی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو آیا یہ تو منع نہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی کی عدم موجودگی میں اس کا سچا عیب بیان کرنا ہی غیبت ہے ورنہ اگر دوسرے کے متعلق جھوٹی بات بیان کی جائے تو یہ بہتان بن جائے گا۔ (دین) نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میری رائے درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے ایسی صورت میں اگر دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہو گا اور اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا جائے گا تو لازماً وہ اپنی براءت کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ پس خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی براءت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد نہم ص 579)

آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے
دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
(درثمین)

مشرقی یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع

○ اس سال بھی حسب سابق طلباء کے لئے مشرقی یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع مہیا ہیں۔ میڈیکل اور نان میڈیکل کے مضامین میں وہاں Specialisation ہو سکتی ہے۔ امیدوار طلباء کا کم از کم F.Sc ہونا لازمی ہے۔

خواہشمند طلباء فوری طور پر اپنے امیر صاحب ضلع سے رابطہ کر کے ان سے معلومات حاصل کر لیں اور ان کی تصدیق کے ہمراہ اپنی درخواستیں 15- ستمبر 1998ء تک وکالت تبشیر میں پہنچا دیں۔

(وکیل التبشیر- ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صدر انجمن احمدیہ میں محررین وانسپکٹران مال کی ضرورت

○ دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں کارکنان درجہ اول و کارکنان درجہ دوم و انسپکٹران مال کی وقتاً فوقتاً ضرورت رہتی ہے۔ صرف ایسے مخلص محنتی احمدی نوجوان درخواستیں بھجوائیں۔ جو دینی کاموں سے شغف اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں۔ اور محنت سے کام کرنا چاہتے ہوں۔ مستقل طور پر حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں۔

1- تعلیمی قابلیت بطور کارکن درجہ دوم و انسپکٹران مال میٹرک سیکنڈ ڈویژن عمر کم از کم 18 سال۔ اور درجہ اول کارکن کے لئے B.A ہونا لازمی ہے۔

2- درخواستیں 30- ستمبر 1998ء تک دفتر نظارت دیوان میں بھجوا دیں۔ درخواستوں کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول۔ صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ نیز شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی بھی ہمراہ دیں۔

نوٹ:- درخواست پر وضاحت سے لکھ دیں۔ کہ کارکن محرر کے لئے۔ یا انسپکٹر کے لئے۔ یا دونوں آسامیوں کے لئے۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان- ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2-50 روپے

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر

وزیراعظم برطانیہ اور وزیراعظم فجی کے خصوصی پیغامات

جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء کے موقع پر مختلف ممالک کے اہم افراد نے نیک تمناؤں کے خصوصی پیغامات بھجوائے جو مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے جلسہ کے دوران پڑھ کر سنائے۔ ذیل میں برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر اور اسی طرح فجی کے وزیراعظم کے پیغامات اور ان کا اردو میں مفہوم ہدیۂ قارئین ہے۔

پیغام منجانب وزیراعظم برطانیہ جناب ٹونی بلیئر

10 Downing Street
London SW1 A2 AA

I am delighted to have this opportunity to send my best wishes to the Ahmadiyya (-) Association

This goverment believes that Britain's Muslim Community is an integral part of our society in which it makes an increasingly valuable contribution economically, socially and culturally. It is my hope that Britain can become a place for all the people with every member of society making a contribution to the creation of this new, improved society. I am determined to achieve this and British (-) have an important part to play in this.

I wish you all a successful day.

Tony Blair

ترجمہ

مجھے احمدیہ (-) ایسوسی ایشن کو نیک تمناؤں کا یہ پیغام بھیجتے ہوئے بہت مسرت ہو رہی ہے۔ یہ حکومت یقین رکھتی ہے کہ برطانیہ میں آباد (-) طبقہ ہمارے معاشرہ کا لازمی اور اٹل حصہ ہیں اور اس معاشرہ میں اس طبقہ نے معاشی، معاشرتی اور ثقافتی میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ مجھے یہ امید ہے کہ برطانیہ ایک ایسی جگہ بن سکتا ہے جہاں ہر قوم کا ہر فرد ایک نیا اور بہتر معاشرہ بنانے میں حصہ لے سکتا ہے۔ میں اسی بات کے حصول کے لئے کوشاں ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ برطانیہ کے (-) نے اس میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب کا یہ دن بہت کامیاب گزرے گا۔

(دستخط ٹونی بلیئر)

فجی کے وزیراعظم میجر جنرل Sitiveni I. Rabuka کا خیرسگالی کا پیغام

I Am delighted to have been asked to again make a contribution towards this year's International Convention of Ahmadiyya (-) Jamaat.

We in Fiji, have undergone many changes over the past year, changes that have called on each of our citizens to appreciate our ethnic, religious and cultural differences, while building on our similarities.

The Ahmadiyya (-) Community in Fiji has been no small contributor to these developments, and I am Positive that they will contribute your convention the benefit of their experience of the spirit of goodwill and tolerance existing in Fiji.

But peace can only be achieved if each of us first finds peace within ourselves. Otherwise it will be in vain to seek it from outward sources.

It is my prayer that each delegate to this year's Convention will attend in the spirit that God would wish and with a determination that we must strive towards that goal of ultimately achieving unity of humankind.

ترجمہ۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ ایک دفعہ پھر مجھے احمدیہ (-) جماعت کے اس سال کے عالمی جلسہ کے لئے اپنی گزارشات بھیجنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

ہم فجی میں گزشتہ سال بہت سی تبدیلیوں میں سے گزرے ہیں، ایسی تبدیلیاں جن میں ہمارے ہر شہری کو اخلاقی، مذہبی اور ثقافتی امتیازات کو سمجھنے کا موقعہ ملا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے آپس کی ہم آہنگی کو بھی سمجھا ہے۔ فجی کی احمدیہ (-) جماعت نے ان تبدیلیوں میں کسی لحاظ سے بھی کم حصہ نہیں لیا۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ آپ کے جلسہ میں شامل ہونے والے افراد فجی میں خیرسگالی اور مذہبی رواداری کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن ہم امن اور سکون صرف اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جب ہم میں سے ہر ایک خود اپنے اندر سکون کو پالے ورنہ بیرونی ذرائع سے سکون کو ڈھونڈنا عبث ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ اس جلسہ میں شرکت کرنے والا ہر فرد اس میں خدا کی رضا کی خاطر شامل ہو اور یہ عہد کرے کہ تمام انسانیت کو اکٹھا کرتے رہیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28۔ اگست 98ء)

☆......☆......☆......☆

غزل

اے روح قطرہ قطرہ پگھل آپ کے لئے
اے خامہ سیل خواب میں چل آپ کے لئے

جوہر سخن سے سوا ہو کچھ اس طرح
اے دل تو لفظ لفظ میں ڈھل آپ کے لئے

مرتا ہوں آرزو میں کہ اے کاش لکھ سکوں
جیسے ہیں آپ ایسی غزل آپ کے لئے

مانگے ہے جیسے سجدوں میں دل آج آپ کو
تڑپے سوا یہ آج سے کل آپ کے لئے

اک نشہ وجود میں پڑھتے رہیں درود
نینوں کے دیپ دل کے کنول آپ کے لئے

دونوں جہاں وہیں ہیں جہاں چھاؤں آپ کی
اے دل مچل تو صرف مچل آپ کے لئے

اس ظرفِ کائنات پہ کتنے کھلیں گے آپ
جب اس کا ایک دور ہو پل آپ کے لئے

اس دشتِ بے اماں سے نکل آپ کے لئے
اے روح کائنات بدل آپ کے لئے

عبیداللہ علیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہیل مبارک شرما صاحب

اللہ تعالیٰ کی صفت مالک یوم الدین

حضرت مسیح موعود کی بصیرت افروز تحریرات کی روشنی میں

مالک کے لغوی معنے

"مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو۔ اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو۔ اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلم نہیں۔"

(منن الرحمان۔ روحانی خزائن جلد 9 حاشیہ ص 152)

مالک اسی کو کہتے ہیں کہ دونوں پہلوؤں سزا اور درگزر اور عطا اور ترک عطا پر قادر ہو۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 28)

قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کے خالص ملک ہیں اور اس پر ہمارا کوئی بھی حق نہیں ہے جس کا ہم اس سے مطالبہ کریں یا جس کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ ملزم ٹھہر سکے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 36)

"مالک یوم الدین یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزاء اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اس کا کوئی کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین آسمان کی حکومت سونپ دی ہو۔ اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو۔ اور آپ کچھ نہ کرتا ہو۔ وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 373)

مالکیت کا مقصد

"چوتھی صداقت جو سورہ فاتحہ میں مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنی باکمال و کامل جزا سزا کے جو ہر ایک قسم کے امتحان و ابتلاء اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر یک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے۔ اور تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے۔ اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزاء کو جو دن کی طرح روشن ہے ظہور میں لاوے۔ اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کھل جائیں۔

اول یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادہ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے۔ اور ایسا کھل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھ خیرو شرو راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے۔ اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے۔ اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی۔ کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے۔ اور کسی پر بطور مشہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بھگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔

دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہیں ہیں۔ اور فاعل حقیقی خدا ہے۔ اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبداء اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔

تیسرے اس صداقت میں اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے۔ کہ سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کیا چیز ہے یعنی سعادت عظمیٰ وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے۔ اور شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو بباعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہو جائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو۔ اور یہ تجلیات عظمیٰ اس عالم میں ظاہر نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو روپوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت میں پڑا ہوا ہے ان کے ظہور کی برداشت نہیں بلکہ اس عالم پر ابتلاء اور آزمائش غالب ہے۔ اور اس کی راحت اور رنج دونوں ناپائیدار اور ناقص ہیں اور نیز اس عالم میں جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے۔ وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزاء کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الجزاء نہیں ہو سکتا بلکہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنی یوم الجزاء وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونے کے بعد آوے۔ اور وہی عالم تجلیات عظمیٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہ ہے۔ اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دارالجزاء نہیں بلکہ دارالابتلاء ہے۔ اس لئے جو کچھ عسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اور اس عالم میں لوگوں پر وارد ہوتی ہے۔ اس کو خدائے تعالیٰ کے لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہیں۔ مثلاً کسی کا دولت مند ہو جانا اس بات پر دلالت قطعی نہیں کرتا کہ خدائے تعالیٰ اس پر خوش ہے۔ اور نہ کسی کا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ اس پر ناراض ہے۔ بلکہ یہ دونوں طور کے ابتلاء ہیں تا دولت مند کو اس کی دولت میں اور مفلس کو اس کی مفلسی میں جانچا جائے۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص حاشیہ نمبر 11 (روحانی خزائن جلد اول ص 437'439)

دنیا کی جزا سزا

"مالک یوم الدین سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جس کی طرف آیت یجعل لکم فرقانا اشارہ کرتی ہے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 4)

.... "اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا"

(اربعین۔ روحانی خزائن جلد 17 ص 447)

فیضان اخص

"چوتھا قسم فیضان کا فیضان اخص ہے یہ وہ فیضان ہے جو کہ صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلی معدوم اور منہدم ہو جائے۔ اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو۔ اور کوئی اشتباہ اور اخفاء اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنی نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے۔ اس کی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کی طرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اس کو عطا کر رہا ہے۔ اور حقیقت میں اس کو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزاء کے جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے۔ کسی قسم کا امتحان اور ابتلاء نہیں ہے۔ اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائیدار مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرے۔ کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جن میں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریاں اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو۔ اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے۔ اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو۔ اور ہر ایک دقیقہ معرفت تامہ کا ممکن قوت سے حیز فعل میں آ جائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اس کی نسبت آپ خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلاء کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جن کی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر ایک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ھالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے۔ ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کر سکتا اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اس میں سما نہیں سکتے۔ بلکہ اس کے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 430' حاشیہ نمبر 11)

الدین کی غرض

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنا نام مالک یوم الدین بیان فرمایا ہے۔ دین کے لفظ پر "ال" لانے سے یہ غرض ہے کہ تا یہ معنی ظاہر ہوں۔ کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جس کی تفصیل فرقان مجید میں مندرج ہے۔ اور وہ کامل جزاء بجز تجلی مالکیت تامہ کے کہ جو ہدم بنیان اسباب کو مستلزم ہے ظہور میں نہیں آ سکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما کر کہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار۔ یعنی اس دن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائے گی۔ اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باری تعالیٰ کے اور سب ہیچ ہیں تب سارا آرام و سرور اور سب جزاء اور پاداش بنظر صاف و صریح خدا ہی کی طرف سے دکھلائی دے گا۔ اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہیں رہے گا اور کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہے گی۔ تب جنہوں نے اس کے لئے اپنی تئیں منقطع کر لیا تھا وہ اپنے تئیں ایک کامل سعادت میں دیکھیں گے کہ جو ان کے جسم اور جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائے گی۔ اور کوئی حصہ وجود ان کے' کا ایسا نہیں ہوگا کہ جو اس سعادت عظمیٰ کے پانے سے بے نصیب رہا ہو۔ اور اس جگہ مالک یوم الدین کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب اور لذت یا درد جو کچھ بنی آدم کو پہنچے گا اس کا اصل موجب خدائے تعالیٰ کی ذات ہوگی۔ اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا۔ یعنی اس کا وصل یا فصل سعادت ابدی یا شقاوت ابدی کا موجب ٹھہرے گا۔ اس طرح پر کہ جو لوگ اس کی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی۔ اور اس کی خالص محبت سے اپنے دلوں کو رنگین کر لیا تھا۔ ان پر انوار رحمت اس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہوں گے۔ اور جن کو ایمان اور محبت الٰہیہ حاصل نہیں ہوئی وہ اس لذت اور راحت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محروم رہیں گے۔ اور عذاب الیم میں مبتلا ہو جائیں گے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر11۔ روحانی خزائن جلد1 ص430 تا434)

مالکیت اور رحیمیت کا فرق

چوتھا احسان خدا تعالیٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے۔ جس کو فیضان اخص سے موسوم کر سکتے ہیں۔ مالکیت یوم الدین ہے۔ جس کو سورۃ فاتحہ میں فقرہ مالک یوم الدین میں بیان فرمایا گیا ہے اور اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمر عطا کیا جاتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا قانون یاد کرنے میں محنت اور جدوجہد کر کے امتحان دے اور پھر اس میں پاس ہو جائے۔ پس رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے لئے استحقاق پیدا ہو جانا پاس ہو جانے سے مشابہ ہے۔ اور پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آجانا جس کے لئے پاس ہوا تھا اس حالت سے مشابہ انسان کے فیض پانے کی وہ حالت ہے۔ جو پرتو صفت مالکیت یوم الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں صفتوں رحیمیت اور مالکیت یوم الدین میں یہ اشارہ ہے کہ فیض رحیمیت خدا تعالیٰ کے رحم سے حاصل ہوتا ہے اور فیض مالکیت یوم الدین خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد14 ص251-250)

مالک صرف خدا ہے

یاد رہے کہ مالک ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہو جاتے ہیں۔ اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف خدا پر ہی آتا ہے۔ کیونکہ کامل مالک وہی ہے۔ جو شخص کسی کو اپنی جان وغیرہ کا مالک ٹھہراتا ہے تو وہ اقرار کرتا ہے کہ اپنی جان اور مال وغیرہ پر میرا کوئی حق نہیں اور میرا کچھ بھی نہیں سب مالک کا ہے۔ اس صورت میں اپنے مالک کو یہ کہنا اس کے لئے ناجائز ہو جاتا ہے کہ فلاں مالی یا جانی معاملہ میں میرے ساتھ انصاف کر۔ کیونکہ انصاف حق کو چاہتا ہے۔ اور وہ اپنے حقوق سے دستبردار ہو چکا ہے۔ اسی طرح انسان نے جو اپنے مالک حقیقی کے مقابل پر اپنا نام بندہ رکھایا اور انا للہ و انا الیہ راجعون کا اقرار کیا یعنی ہمارا مال جان بدن۔ اولاد سب خدا کی ملک ہے۔ تو اس اقرار کے بعد اس کا کوئی حق نہ رہا جس کا وہ خدا سے مطالبہ کرے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو درحقیقت عارف ہیں باوجود صدہا مجاہدات اور عبادات اور خیرات کے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے رحم پر چھوڑتے ہیں اور اپنے اعمال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ ہمارا کوئی حق ہے یا ہم کوئی حق بجا لائے ہیں۔ کیونکہ درحقیقت نیک وہی ہے جس کی توفیق سے کوئی انسان نیکی کر سکتا ہے اور وہ صرف خدا ہے۔ پس انسان کسی اپنی ذاتی لیاقت اور ہنر کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے انصاف کا مطالبہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف کی رو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں۔ جس طرح کبھی وہ گناہ کی سزا دیتا ہے۔ ایسا ہی وہ کبھی گناہ کو بخش بھی دیتا ہے۔ یعنی دونوں پہلوؤں پر اس کی قدرت نافذ ہے۔ جیسا کہ مقتضائے مالکیت ہونا چاہئے اور اگر وہ ہمیشہ گناہ کی سزا دے تو پھر انسان کا کیا ٹھکانہ ہے بلکہ اکثر وہ گناہ بخش دیتا ہے اور تنبیہہ کی غرض سے کسی گناہ کی سزا بھی دیتا ہے۔ تا غافل انسان متنبہ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 ص23)

مالک کے لئے انصاف کی شرط بے جا ہے

مالک کی نسبت انصاف کی پابندی کی شرط لگانا بالکل بے جا ہے۔ ہاں ہم مالک کی صفات حسنہ میں سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ رحیم ہے وہ جواد ہے وہ فیاض ہے وہ گناہ بخشنے والا ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے زر خرید غلاموں اور گھوڑوں اور گائیوں کی نسبت منصف مزاج ہے۔ کیونکہ انصاف کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے۔ جب کہ دونوں طرف ایک قسم کی آزادی حاصل ہو۔ مثلاً ہم مجازی سلاطین کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ منصف ہیں۔ اور رعایا کے ساتھ انصاف کا سلوک کرتے ہیں۔ اور جب تک رعایا ان کی اطاعت کرے ان پر بھی انصاف کا قانون یہ واجب کرتا ہے کہ وہ بھی رعایا کی اطاعت اور خراج گزاری کے عوض میں ان کے مال و جان کی پوری نگہبانی کریں۔ اور ضرورتوں کے وقت اپنے مال میں سے ان کی مدد کریں۔ پس ایک پہلو سے سلاطین رعایا پر حکم چلاتے ہیں۔ اور دوسرے پہلو سے رعیت سلاطین پر حکم چلاتی ہے۔ اور جب تک یہ دونوں پہلو اعتدال سے چلتے ہیں تب تک اس ملک میں امن رہتا ہے۔ اور جب کوئی بے اعتدالی رعایا کی طرف سے یا بادشاہوں کی طرف سے ظہور میں آتی ہے تبھی ملک میں سے امن اٹھ جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم بادشاہوں کو حقیقی طور پر مالک نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان کو رعایا کے ساتھ اور رعایا کو ان کے ساتھ انصاف کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ مگر ہم خدا کو اس کی ملکیت کے لحاظ سے رحیم تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر منصف نہیں کہہ سکتے۔ کوئی شخص مملوک ہو کر مالک سے انصاف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہاں تضرع اور انکسار سے رحم کی درخواست کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمام قرآن شریف میں اپنا نام منصف نہیں رکھا۔ کیونکہ انصاف دو طرفہ برابری اور مساوات کو چاہتا ہے۔ ہاں اس طرح پر خدا تعالیٰ منصف ہے کہ بندوں کے باہمی حقوق میں انصاف کرتا ہے۔ لیکن اس طرح منصف نہیں کہ کوئی بندہ شریک کی طرح اس سے کوئی حق طلب کر سکے۔ کیونکہ بندہ خدا کی ملک ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ اپنی ملک کے ساتھ جس طرح چاہے معاملہ کرے۔ جس کو چاہے بادشاہ بنادے۔ جس کو چاہے فقیر بنادے۔ اور جس کو چاہے چھوٹی عمر میں وفات دے۔ اور جس کو چاہے لمبی عمر عطا کرے۔ اور ہم بھی تو جب کسی مال کے مالک ہوتے ہیں تو اس کی نسبت پوری آزادی رکھتے ہیں۔ ہاں خدا رحیم ہے بلکہ ارحم الراحمین ہے وہ اپنے رحم کے تقاضا سے نہ کسی انصاف کی پابندی سے اپنی مخلوقات کی پرورش کرتا ہے۔ کیونکہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ مالک کا مفہوم منصف کے مفہوم سے بالکل ضد پڑا ہوا ہے۔ جب کہ ہم اس کے پیدا کردہ ہیں تو ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم اس سے انصاف کا مطالبہ کریں۔ ہاں نہایت عاجزی سے اس کے رحم کی ضرور درخواست کرتے ہیں۔ اور اس بندہ کی نہایت بد ذاتی ہے جو خدا سے اس کے کاروبار کے متعلق جو اس بندہ کی نسبت خدا تعالیٰ کرتا ہے انصاف کا مطالبہ کرے۔ جبکہ انسانی فطرت کا سب تار و پود خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور تمام قویٰ روحانی جسمانی اس کی عطا کردہ ہیں اور اس کی توفیق اور تائید سے ہر ایک اچھا عمل ظہور میں آسکتا ہے۔ تو اپنے اعمال پر بھروسہ کر کے اس سے انصاف کا مطالبہ کرنا سخت بے ایمانی اور جہالت ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 ص34-33)

مالکانہ شان

جس خدا نے اپنی فیاضانہ مالکیت کا وہ نمونہ دکھلایا کہ عاجز بندوں کے لئے زمین و آسمان اور چاند سورج وغیرہ بنا دیئے۔ اس وقت میں جب کہ بندوں اور ان کے اعمال کا نام و نشان نہ تھا۔ کیا اس کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ بندوں کا مدیون ہو کر صرف ان کے حقوق ادا کرتا ہے اس سے بڑھ کر نہیں؟ کیا بندوں کا کوئی حق تھا کہ وہ ان کے لئے زمین و آسمان بناتا اور ہزاروں چمکتے ہوئے اجرام آسمان پر اور ہزارہا آرام اور راحت کی چیزیں زمین پر مہیا کرتا۔ پس اس فیاض مطلق کو محض ایک جج کی طرح فقط انصاف کرنے والا قرار دینا اور اس کے مالکانہ مرتبہ اور شان سے انکار کرنا کس قدر کفران نعمت ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 ص28)

حکیم محمد افضل فاروق صاحب

جسے اللہ رکھے

مثل مشہور ہے کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ یہ مثل اس وقت صادر آتی ہے جب کوئی شخص کسی ناگہانی آفت سے بچ کر نکل آتا ہے۔ ریل گاڑیوں کے حادثات ہوں یا بسوں اور کاروں یا ہوائی جہازوں کے ایکسیڈنٹ۔ اگر ان میں کوئی خوش نصیب صحیح سلامت نکل آتا ہے تو دیکھنے اور سننے والے خدا تعالیٰ کی شان بیان کر کے کہتے ہیں کہ جسے اللہ رکھے انہیں کون چکھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے موت کے منہ سے نکال کر نئی زندگی بخشی۔ ایسے کئی واقعات ہم روزانہ اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ مگر آنکھوں دیکھا حال بھی بعض صاحبان اپنی موجودگی میں خود مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ بچپن میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود کا ارشاد پڑھا ہوا تھا۔ جس میں حضور نے فرمایا کہ میں گھر کے اندر صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ چڑیوں کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ چڑیاں دانہ دنکا چگنے میں محو تھیں کہ اچانک ایک بلی جو کہیں چھپی پڑی تھی۔ فوراً جھپٹ کر ایک چڑیا کو منہ میں دبوچ لیا۔ اور اپنا شکار کر لیا۔ اب اس نے کھانے کے لئے منہ کھولا تو چڑیا فوراً اس کے منہ سے نکل کر اڑ گئی۔ اور میں نے قدرت کا نظارہ دیکھا۔ کہ جسے اللہ رکھے۔ اسے کون چکھے۔

خاکسار حضرت صاحب کے اس واقعہ کو پڑھ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ منہ میں گئی ہوئی چڑیا کیسے زندہ صحیح سلامت بچ کر نکلی۔ مگر اب کچھ عرصہ پہلے خاکسار نے بعینہ ایسا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ اس طرح کہ میں اپنے گھر کے صحن میں ایک طرف بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بلی چڑیوں پر جھپٹی اور ایک چڑیا کو منہ میں دبوچ لیا۔ میں بلی کے پیچھے دوڑا اور ایک جوتا بھی اسے مارا۔ مگر وہ نہ لگا۔ میں نے سو فیصدی سمجھ لیا کہ اب وہ چڑیا بلی کا نوالہ بن جاوے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت وہی چڑیا اسی بلی کے منہ سے نکلی اور زندہ سلامت اڑ گئی۔ مجھے حضرت مسیح موعود کا وہ واقعہ یاد آگیا۔ اور میں نے اپنے گھر والوں کو اسی وقت یہ واقعہ سنایا۔ اور دل میں یقین کر لیا کہ واقعی جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ اپنی آنکھوں دیکھا حال کا ایک اور واقعہ بھی کچھ اس طرح کا ہے۔ وہ یہ کہ گذشتہ سال اسی مہینے خاکسار راولپنڈی جانے کے لئے سمہ سٹہ جنکشن کے اسٹیشن پر کھڑا تھا۔ میرے ساتھ میرے بچے بھی کھڑے تھے۔ ہماری گاڑی کو ذرا دیر تھی۔ شالیمار ایکسپریس جو لاہور سے کراچی جا رہی تھی۔ اس کا ٹائم ہو گیا تھا۔ وہ سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن پر نہیں رکتی تھی۔ سگنل ڈاؤن تھا۔ دور سے گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی۔ کہ اتنے میں اسی لائن پر ایک چھوٹا بکرا آگیا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ بکرے کی موت قریب ہے۔ اسے ادھر ادھر بھگانے کے لئے بہتیرا کچھ کیا۔ مگر بکرا اسی لائن پر سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ ایک دو دفعہ پلیٹ فارم پر چڑھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ جب گاڑی نزدیک آگئی اور اس نے وسل بھی بجائی۔ تو ایک دم بکرے نے پلیٹ فارم پر جست لگائی۔ مگر اس کے اگلے دو پاؤں پلیٹ فارم پر آ گئے۔ مگر نچلا دھڑ نہ چڑھ سکا۔ اور وہ دھڑام سے

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ

عظیم علمی شخصیت اور خادم دین

ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب

بھارت کے چوٹی کے ڈاکٹروں نے میرے بڑے بھائی ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب کو جون 1984ء میں مثانے کا کینسر بتایا۔ آپ فوراً علاج کے لئے دنیا کے سب سے بڑے کینسر کے ہسپتال نیویارک میں داخل ہوئے آٹھ گھنٹے کا اپریشن ہوا جس کے بعد ڈاکٹروں نے رپورٹ میں لکھا کہ مریض کی دو سے چار ہفتے کی زندگی باقی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت صاحب کی دعاؤں سے مزید زندگی ملی جو بدستور علمی و تحقیقی کاموں میں گزارنے کی توفیق ملی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ڈاکٹر سید برکات احمد مختلف زبانوں کے لٹریچر، قانون اور تاریخ کے مضامین کے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے انہوں نے عربی زبان کی تعلیم دہلی اور بغداد میں پائی۔ تاریخ عرب میں بیروت کی امریکن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی اور تہران یونیورسٹی سے فارسی لٹریچر میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ ایم۔اے انگریزی آسٹریلیا کی سڈنی یونیورسٹی سے کیا۔

ویسٹ انڈیز میں بھارت کے ہائی کمشنر مقرر ہونے سے پہلے ڈاکٹر برکات احمد یو این او کی جنرل اسمبلی میں بھارتی وفد کے مشیر تھے اور عالم عرب کے متعلق خصوصی سیاسی کمیٹی سے وابستہ رہے۔

ڈاکٹر برکات احمد ربع صدی تک انڈین فارن سروس کے رکن رہے۔ دستور اور آئین سے متعلق قوانین کے ماہر وکیل تھے زبانوں کے ماہر اور تاریخ دان تھے مگر پیشے کے اعتبار سے سفارت کار تھے۔ باربروس اور ٹرینیڈاڈ میں ہائی کمشنر تھے۔ انہوں نے اپنی سفارتی زندگی کے چار سال امریکہ، تین سال یورپ تین سال آسٹریلیا اور بارہ سال ایران، عراق بغداد اور بیروت میں گزارے وہ عربی فارسی ترکی جرمنی ہندی اردو اور انگریزی زبان کے ماہر تھے۔

آپ نے 25 سال سے زائد قرآن کریم اور عربی زبان کے طریقہ تعلیم و تدریس، دیہات کی چھوٹی چھوٹی بیوت الذکر، اور مکتبوں سے لے کر، لاہور، دہلی، علی گڑھ، الازہر، بیروت اور بغداد کی عظیم یونیورسٹیوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ان کے لمبے اور وسیع تجربے اور گہری عالمانہ نگاہ کا نچوڑ انگریزی زبان میں ان کی کتب

(1) Introduction to Quranic Script

(2) Introduction to Quranic Arabic

(3) Introduction to Quranic Vocabulary

ہیں۔ ان کے دل میں شدید خواہش تھی کہ قرآن کریم کے نور کو انگریزی دان طبقے تک پھیلائیں چنانچہ خود لکھتے ہیں "یہ کتابیں ان احمدیوں کے لئے لکھی گئی ہیں جو انگلستان امریکہ کینیڈا اور دوسرے ممالک میں آباد ہو گئے ہیں اور جن کی اولاد اور نسلوں کو قرآن کریم ناظرہ ترجمہ پڑھنا مشکل سے مشکل تر ہو گیا۔

مستشرقین کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضور ﷺ نے خیبر کے باغی یہودیوں کو قتل کروا دیا تھا ڈاکٹر صاحب نے تحقیقی کتاب انگریزی میں

Mohammad and the Jews

لکھی۔ اس کتاب کے روشن دلائل اور مسکت تحقیقی حوالوں سے معترضین اور مستشرقین کے منہ بند ہو گئے یہ تحقیقی کتاب امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے اسلامی تاریخ کے تحقیق کے طلبہ کے لئے تجویز کی۔ اس کتاب سے مصنف کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوئی۔ پٹنہ کی قدیم یونیورسٹی میں ڈاکٹر صاحب کے کئی لیکچرز کروائے گئے جو سب نہایت مقبول ہوئے۔ بڑے بڑے مستشرقین اور یونیورسٹی کے پروفیسرز اپنے تحقیقی کاموں میں آپ سے مشورہ لیتے۔ بجا طور پر آپ حضرت مسیح موعود کے ان خدام میں شامل ہیں۔ جن کے متعلق آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور آپ نے فرمایا کہ

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔" (تجلیات الہیہ)

دہلی میں 44، 1945ء میں قائد خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ آپ کی دعوت الی اللہ سے ترکی کے ایک پروفیسر احمدی ہوئے آپ اپنی سروس کے دوران ہر جگہ دعوت الی اللہ ضرور کرتے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد بھارت کی سپریم کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے فیلو مقرر ہوئے۔ بھارتی حکومت نے سنٹرل جج ایڈوائزری بورڈ کا رکن نامزد کیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے فیلو تھے۔ صحافت آپ کی گھٹی میں تھی۔ 1981ء تا 1986ء ہندوستان ٹائمز میں ہر ہفتے آپ Muslim World کے عنوان سے کالم لکھتے جس میں عالم اسلام کے نازک اور اہم مسائل پر ایک مخلص احمدی کی سوچ کے مطابق تحقیقی اور علمی مضامین لکھتے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتے ہوئے عرض کیا۔

"1800 الفاظ میں اس کالم کو لکھتا ہوں اس پر یہاں کافی شور مچتا ہے۔ ہندوستان ٹائمز کے ایڈیٹر سردار خوش ونت سنگھ کا حوصلہ ہے کہ مجھ جیسے متنازعہ آدمی کی تحریر چھاپ دیتے ہیں۔ ہندوستان ٹائمز میں مضمون لکھنے کے لئے میرے پاس نہ وقت ہے اور نہ طاقت لیکن پھر بھی لکھتا ہوں۔ ہندوستان کے انگریزی نیشنل پریس میں میں اکیلا (احمدی) کالم نگار ہوں۔"

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت بشارت سپین کا افتتاح فرمایا یہ تاریخ اندلس کا ایک تاریخی موڑ تھا کہ سات سو سال بعد وہاں پہلی بیت بنائی گئی اس موقعہ پر سید برکات احمد نے کالم لکھا "Living With the Past" جس پر حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب نے بہت شاباش دی اور فرمایا "مسلم ہیرلڈ" اخبار کو یہ مضمون شائع کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں۔

حضرت صاحب نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "آپ نے بیت بشارت سپین کے افتتاح کا نہایت پیارے انداز میں ذکر فرمایا تھا اور ایسی حکمت کے ساتھ جماعت کی مساعی پر روشنی ڈالی تھی کہ ایک ناواقف یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مضمون کسی احمدی نے لکھا ہے اور ایک احمدی یہ نہیں چاہ سکتا کہ کاش یہ اس سے بہتر ہوتا۔ حضرت صاحب نے مزید فرمایا مجھے آپ میں دلچسپی ہے آپ کی سپریم کورٹ کی پریکٹس میں کوئی دلچسپی نہیں میرا بس چلے تو آپ کا ایک ایک منٹ خدمت دین حق میں مسخر کروں......

مستشرقین کے مقابلے کے لئے جن مصابیح کی آسمان احمدیت کو ضرورت ہے اور جن شہب کی تلاش ہے انہی میں سے ایک آپ بھی ہیں جن کی میری نظروں کو جستجو اور انتظار ہے۔

اپنے لئے معین لائحہ عمل آپ خود بنائیں صحت کے لئے اور آسمان سے روشنی اور ہدایت اور نصرت کے لئے دعائیں کرنا میرا کام ہو گا....."

1983ء کے اواخر میں ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حضور کی اہم تصنیف "مذہب کے نام پر خون" کا ترجمہ انگریزی میں کرنے کی درخواست کی جو حضرت صاحب نے ازراہ شفقت عطا فرمائی۔ برکات صاحب کو مثانے کی تکلیف تھی۔ جون 1984ء میں ہندوستان کے ڈاکٹروں نے مثانے کا کینسر بتایا فوراً چوٹی کے سرجن نے اپریشن کیا لیکن کینسر پھیل چکا تھا اس لئے فوراً ہی سی دیا گیا امریکہ میں کینسر کے سب سے بڑے ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہوئے آٹھ گھنٹے کا اپریشن ہوا لیکن ناکام۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ چار ہفتے کی زندگی باقی ہے۔ سید برکات احمد اور آپ کے بہن بھائی حضرت صاحب کو دعا کے لئے لکھتے رہے اور حضرت صاحب شفقت اور محبت سے بعض اوقات دست مبارک سے تسلی کا خط لکھتے کہ آپ کے لئے میں برابر دعا کر رہا ہوں۔ غلام مسیح الزماں نے ہاتھ اٹھائے اور آئی ہوئی موت ٹل گئی۔ علاج بھی جاری رہا۔ ترجمے کا کام بھی جاری رہا اور دعا کا سلسلہ بھی جاری رہا بلکہ بیماری کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ بڑھتا ہی رہا۔ 84-6-26 کے خط میں حضرت صاحب نے جواب میں لکھا "دعا کی تحریک پر مشتمل آپ کے پرسوز و گداز خط نے خوب ہی اثر دکھایا اور آپ کے لئے نہایت عاجزانہ فقیرانہ دعا کی توفیق ملی اور ایک وقت اس دعا کے دوران ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میں رحمت باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا۔"

84-12-11 کو حضرت صاحب نے خط کا جواب مرحمت کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ آپ روبصحت ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی ذات میں احیائے موتیٰ کا ایک کرشمہ دکھا رہا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔"

بعض اوقات تو زندگی کی ناؤ منجدھار میں بری طرح تھپیڑے کھاتی کیونکہ تمام ڈاکٹران کے دو دفعہ ناکام اپریشن کے بعد زندگی اور فعال علمی تحقیقی زندگی پر حیرت زدہ تھے اور بھائی سید برکات احمد صاحب جب بتاتے کہ ہمارے روحانی پیشوا کی دعائیں خدا تعالیٰ نے سنی ہیں تو سرہلا کر ڈاکٹر کہتے واقعی معجزہ ہے۔

ترجمہ ختم ہونے کی دیر تھی کہ بیماری نے شدت پکڑ لی کیونکہ زندگی تو ترجمے کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے دی تھی برکات صاحب یکم جون 1988ء کو نیویارک سے دہلی کے لئے روانہ ہو گئے کیونکہ ان کو احساس تھا کہ زندگی کی شمع اب گل ہونے کو ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ امریکہ میں فوت ہوں۔ حکیم عبدالحمید صاحب متولی ہمدرد ٹرسٹ نے ہمدرد دواخانے کے گیسٹ ہاؤس میں ان کے ٹھہرنے اور علاج معالجے ڈاکٹروں اور نرسوں کا انتظام کیا ہوا تھا (حکیم صاحب، برکات صاحب کے نہایت پیارے دوست ہیں۔)

سید برکات احمد صاحب کی وفات سے دس روز پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت ہائے بھارت قادیان سے ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور مشنری انچارج دہلی کو ضروری ہدایات دے گئے۔

زندگی کے آخری لمحات تک برکات احمد صاحب کا دماغ ایک کمپیوٹر کی مانند چل رہا تھا ہر آنے والے کو پہچانتے تھے اس سے بات چیت بالکل ٹھیک کرتے تھے۔ باقی وقت تسبیح تحمید درود و استغفار میں گزارتے لیٹے لیٹے اشاروں سے ہی نماز پڑھتے۔

69 سال کی عمر میں 31 جولائی 1988ء کو رات کے 11 بجے باتیں کرتے کرتے اچانک سانس بگڑا دو ہچکیاں لیں اور جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ موصی تھے اس لئے قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر دعا کروائی۔ خدا تعالیٰ اپنی بیکراں اور لازوال مغفرت عطا کرے اور رحمت کے سائے میں رکھے۔ جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

حضرت صاحب نے 5۔اگست 1988ء کو ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور فرمایا "سید برکات احمد معروف شخصیت ہیں ہندوستان کی علمی لحاظ سے بھی اور کئی پہلوؤں سے جماعت کے بڑے مخلص فدائی کارکن تھے۔ ان کو چند سال سے ایسا کینسر تھا جس کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ خیال تھا کہ آج سے بہت سال پہلے فوت ہو جانا چاہئے تھا۔ جب ہندوستان میں تھے تو اس وقت انہوں نے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک عالم

ابن اقبال

سربیا- تاریخ و جغرافیہ

1918ء میں سربوں- کروٹوں اور سلوونیز بولنے والے لوگوں کے علاقوں کو ملا کر ایک ملک تشکیل دیا گیا جس کا نام 1929ء میں یوگوسلاویہ رکھا گیا- جنگ عظیم دوئم کے بعد مارشل ٹیٹو نے یوگوسلاویہ فیڈرل ری پبلک قائم کی جس کا دستور کیمونسٹ طرز کا تھا- 1953ء میں دستور میں مختلف علاقوں کیلئے خود مختاری کا اصول تسلیم کیا گیا- 1989ء میں یوگوسلاویہ کے مسلمان اکثریت والے صوبہ کسووو میں نسلی فسادات شروع ہو گئے- جن کی وجہ یہ تھی کہ سربوں نے کسووو کا حق خود اختیاری ختم کرنے کی کوشش کی- 1991ء میں اسی اصول کے تحت سلوانیا اور کروشیا نے آزادی کا اعلان کر دیا- جس کے نتیجہ میں فیڈرل اور ریپبلک فوجوں میں جنگ چھڑ گئی- اس کے بعد بوسنیا اور مقدونیہ نے بھی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا- اس پر سربیا اور رمانٹے نیگرو نے نئے ملک کے قائم کرنے کا اعلان کیا جس کا نام نیو فیڈرل ریپبلک آف یوگوسلاویہ رکھا گیا لیکن دنیا کے باقی ممالک نے اس نئے ملک کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا- بلکہ اس نئے ملک کے خلاف بین المملکتی پابندیاں عائد کر دیں- یوگوسلاویہ کے مختلف علاقوں اور نسلوں کے لوگوں میں خانہ جنگی جاری رہی- دریں اثناء مقدونیہ کی آزادی کو بھی تسلیم کر لیا گیا-

یوگوسلاویہ کا صوبہ

سربیا بلقان کے علاقہ میں واقع یوگوسلاویہ کا ایک صوبہ تھا- اس میں یوگوسلاویہ کا سب سے بڑا نسلی گروپ سرب آباد تھا جو کہ زیادہ تر اسی صوبہ میں مجتمع تھا لیکن سرب نسل کے لوگوں کا ایک حصہ بوسنیا اور کروشیا میں بھی پایا جاتا تھا- یوگوسلاویہ کے صوبوں میں کسووو اور رووجووڈینا بھی شامل ہیں- اس کا دارالحکومت بلگریڈ ہے- ملک کا رقبہ 88,400 مربع کلو میٹر اور اس کی آبادی 1986ء کی مردم شماری کے مطابق 9660000 تھی- جو کہ اب بڑھ کر یقیناً ایک کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہو گی-

سربوں کا ہیرو سٹیفن دوشان تھا جس نے 14 ویں صدی عیسوی میں تمام بلقان کو زیر نگین کر کے سربوں کی سلطنت قائم کی-

آزاد حکومت

1389ء میں ترکوں نے سربوں کو کسووو کی جنگ میں شکست دے کر سربیا کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس علاقے پر تقریباً پانچ سو سال حکومت کی- اس کے بعد ترک سلطنت کمزور پڑ گئی اور سربیا کو ایک آزاد حکومت تسلیم کر لیا گیا- 13-1912ء کی بلقان جنگوں کے نتیجہ میں سربیا کے زیر اثر علاقہ اور زیادہ بڑھ گیا- 1914ء میں سربیا کو ایک دفعہ پھر تاخت و تاراج کیا گیا اور 1918ء تک یہی صورت حالات رہی- 1918ء میں جرمنی کی شکست کے بعد سربوں، کروٹوں اور رسلوونیز کی ایک نئی حکومت قائم ہوئی جس کا مرکز سربیا تھا اور جس کا دارالحکومت بلگریڈ تھا- 1929ء میں اس کا نیا نام یوگوسلاویہ رکھا گیا- دوسری جنگ عظیم کے دوران سربیا اتحادیوں کا ساتھی تھا اس لئے جرمنی نے اس پر قبضہ کر لیا اور ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر دی-

یوگوسلاویہ کی شکست و ریخت

90-1989ء میں ایک دفعہ پھر یوگوسلاویہ کی شکست و ریخت شروع ہو گئی- اور بوسنیا، سلوانیا اور کروشیا نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا- سربیا نے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں کسووو بھی اپنی آزادی کا اعلان نہ کر دے اس صوبہ کے حق خود اختیاری کو ختم کر دیا اور اس طرح 1990ء میں کسووو کو اپنا ایک صوبہ قرار دیا- اس کے بعد سربیا کے صدر رسلوبوڈان مائیلو سیوک نے یوگوسلاویہ کے دیگر صوبوں کروشیا، سلوانیا اور ربوسنیا پر حملے شروع کر دئے تاکہ ان کو بھی زبردستی سربیا کا حصہ بنایا جا سکے- لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا- 1992ء میں یوروپین یونین اور امریکہ کے بوسنیا، کروشیا اور سلوانیا کو آزاد ممالک تسلیم کرنے پر سربیا نے اپنے آپ کو یوگوسلاویہ کے جانشین کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا لیکن اس کی یہ چال بھی کامیاب نہ ہو سکی اور امریکہ اور یوروپین یونین نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح سربیا بھی یوگوسلاویہ میں شامل صوبوں میں سے ایک صوبہ یا آزاد مملکت بنا-

جغرافیاتی حالات

سربیا کے شمال میں ڈینیوب کے زرخیر میدان ہیں اور جنوب کا علاقہ پہاڑی ہے- بنیادی طور پر یہ ایک زرعی ملک ہے زیادہ تر گندم، مکئی اور سن کی کاشت کی جاتی ہے- پہاڑی علاقوں میں بھیڑ بکری اور دیگر جانور پالے جاتے ہیں- ملک کا کافی حصہ جنگلات پر مشتمل ہے- معدنیات میں کوئلہ، لوہا اور سیسہ پائے جاتے ہیں-

سربوں کی زبان تقریباً وہی ہے جو کروٹس کی ہے اور اسی لئے اس کو سربو کروشن کہا جاتا ہے- اس زبان کو بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ ستر لاکھ بتائی جاتی ہے لیکن اس زبان کو بولنے والوں میں سربوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

لالہ آتما رام

آتما رام- مہتہ لالہ آتما رام گورداسپور میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا- اس کی عدالت میں حضرت بانی سلسلہ کے ایک مخالف کرم دین آف بھیں کا حضرت صاحب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ زیر سماعت آیا-

پہلے لالہ چندولال اس مقدمے میں مجسٹریٹ تھا اور معاندانہ رویہ اختیار کئے ہوئے تھا اس کی جگہ مہتہ آتما رام مجسٹریٹ مقرر ہو کر آیا- یہ بھی ایک متعصب ہندو تھا- آتما رام نے سراسر تعصب اور دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عدالت میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر ناواجب سختی کی اور تاریخیں قریب قریب مقرر کرنا شروع کر دیں تاکہ آپ کو تکلیف ہو- مئی 1904ء سے جولائی 1904ء کے دوران متعدد مرتبہ آپ کو گورداسپور جانا پڑا- آخر مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے اس نے آپ پر سات سو روپے ناحق جرمانہ کیا- اس کی سازش یہ تھی کہ عدم ادائیگی کی صورت میں آپ کو گرفتار کر لیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت یوں کام کر رہی تھی کہ اسی روز حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے اپنے ایک آدمی کے ہاتھ نو سو روپیہ بھجوا دیا تھا چنانچہ جوں ہی فیصلہ سنایا گیا اسی وقت جرمانے کی رقم ادا کر گئی اور لالہ آتما رام اپنے بد منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا-

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے پیشگی اس مقدمے سے بریت کی خوشخبری دی تھی اور آپ نے اس کا اعلان فرما دیا تھا- چنانچہ جب مقدمہ ڈویژنل جج کی عدالت میں گیا تو اس نے پیشگوئی کے مطابق اس فیصلے کو منسوخ کر دیا- اور آپ کو نہ صرف باعزت بری کیا بلکہ کرم دین آف بھیں کو جرمانہ بھی کیا اور سخت فیصلہ لکھا-

آتما رام کا انجام آتما رام کے انجام کی نسبت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں-

"پھر کچھ دنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا- اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتما رام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور ان کو بڑی امید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور ان کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتما رام نے اس مقدمہ میں اپنی ناسمجھی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کے لئے مستعد ہو گیا- اس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتما رام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا- چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سنا دیا- اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اس کے مر گئے- اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتما رام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا- اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اس کو اس حرکت سے روک دیا- لیکن تاہم اس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا- پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا اور کرم دین، پر سزا قائم رہی- اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے-

(حقیقتہ...... ص121، ص122 روحانی خزائن جلد22 ص124، 125)

پھر تحریر فرماتے ہیں-

اٹھائیسواں نشان آتما رام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی- چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اس کے مر گئے- اس پیشگوئی کے گواہ وہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میرے ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے-

(حقیقتہ....... ص216، ص122 روحانی خزائن جلد22 ص226)

حضرت (بانی سلسلہ) پر جب کرم دین بھیں والا مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ ہندو تھا..... دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں یکے بعد دیگرے یہ مقدمہ پیش ہوا- اور ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی- ان میں سے ایک تو معطل ہو گیا اور ایک کا بیٹا دریا میں ڈوب کر مر گیا اور وہ اس غم میں نیم پاگل ہو گیا- اس پر اس واقعہ کا اتنا اثر تھا کہ ایک دفعہ میں دہلی جا رہا تھا کہ وہ لدھیانہ کے سٹیشن پر مجھے ملا اور بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دے مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں- اب میرا ایک اور بیٹا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے اور مجھے دونوں کو تباہی سے بچائے-

(.....کبیر جلد5 ص359)

○○○

بقیہ صفحہ 4

نیچے لائن پر گر پڑا- اور عین اسی وقت ریل گاڑی اوپر سے تیز رفتاری سے گذرنے لگی- ہم سب دیکھنے والے افسوس کر رہے تھے- کہ بکرے کی موت لکھی ہوئی تھی- اس نے اسی گاڑی کے نیچے کچلا جانا تھا- جب گاڑی گذر گئی اور ہم نے وہ جگہ دیکھی جہاں پر بکرا گرا تھا- ہم نے سمجھا کہ یہاں پر اس کا خون ہو گا- گوشت پوست کے لوتھڑے ہوں گے- مگر کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بکرا اسی طرح اچھی حالت میں بھاگ کر جا رہا ہے- کوئی خراش تک نہ آئی- ہم حیران تھے کہ یہ کیسے بچ گیا- آخر تمام قیاس آرائیوں کے بعد معلوم ہوا کہ بکرا جو اس وقت نیچے گرا تو وہ لائن کے اوپر نہ گرا بلکہ لائن اور پلیٹ فارم کی دیوار کے درمیان بیٹھ گیا- جب ساری گاڑی نکل گئی تو یہ صحیح سلامت اٹھ کھڑا ہوا- اور پھر دوڑ لگا دی- خاکسار نے خدا تعالیٰ کی قدرت کا یہ دوسرا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا- اور بے ساختہ منہ سے نکلا کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ بیگم مکرم مرزا رفیع احمد صاحب کو لمبے عرصہ سے دل کی تکلیف ہے گذشتہ ایک ماہ سے طبیعت زیادہ خراب ہے مورخہ 8- ستمبر کو ان کی انجیو گرافی ہو رہی ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور کامل شفاء عطا فرمائے۔

محترم نصیر احمد خان صاحب افسر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کینیڈا بعارضہ قلب 4- ستمبر 98ء سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ درد بعض اوقات شدت اختیار کر جاتی ہے۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔

○ عزیزم عطاء الحی منصور ابن مکرم حفیظ الرحمان منصور صاحب سنوری واقف نو مورخہ 5- ستمبر کو بعد نماز مغرب چنیوٹ سے ربوہ اپنے والدین کے ہمراہ آرہے تھے کہ دریائے چناب کا پل کراس کر کے موٹر سائیکل سلپ ہو گیا جس کی وجہ سے عزیزم عطاءالحی منصور گر گیا اور عزیز عطاالحی کی دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ فوراً ابتدائی طبی امداد کے لئے فضل عمر ہسپتال لے جایا گیا۔

○ مکرم سمیع اللہ صاحب زاہد مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

گذارش ہے کہ خاکسار کے والد مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب جن کی عمر تقریباً 85 سال ہے گذشتہ ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ اور بہت زیادہ کمزور ہو گئے ہیں۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم رحمت الرحمٰن ملک صاحب بابت ترکہ مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب)

مکرم رحمت الرحمٰن ملک صاحب وغیرہ ورثاء مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب ساکن 46-B4 ' واپڈا ٹاؤن' لاہور نے درخواست دی ہے کہ میرے والد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا قطعہ 18/10 برقبہ 4 کنال 1 مرلہ 58 مربع فٹ دارالصدر ربوہ میں ان کا حصہ 1/6 ہے۔ یہ حصہ ہماری بہن محترمہ ثمینہ باسط طارق صاحبہ کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ہم سب اس بارہ میں متفق ہیں۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- محترمہ امتہ الحمید بیگم صاحبہ (بیوہ)
2- مکرم رحمت الرحمٰن ملک صاحب (بیٹا)
3- مکرم اسد ملک صاحب (بیٹا)
4- مکرم طاہر محمود ملک صاحب (بیٹا)
5- مکرم ظفر ملک صاحب (بیٹا)
6- محترمہ پروین امجد خان صاحبہ (بیٹی)
7- محترمہ نجمہ جاوید صاحبہ (بیٹی)
8- محترمہ ثمینہ باسط طارق صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

○ (مکرم مبشر احمد عارف صاحب بابت ترکہ مکرم عطاء الٰہی صاحب)

مکرم مبشر احمد عارف صاحب ساکن مکان نمبر 49 حاجی موسیٰ پارک' 86- علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری عطاء الٰہی صاحب ابن میاں فضل عظیم صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا پلاٹ نمبر 4/14 برقبہ 10 مرلہ واقع محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- مکرم مبشر احمد عارف صاحب (بیٹا)
2- محترمہ غلامہ فاطمہ صاحبہ (بیٹی)
3- محترمہ امتہ النصیر صاحبہ (بیٹی)
4- محترمہ خالدہ پروین صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا- جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 300 گھرانوں کے ایک ہزار سے زائد مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جارہی ہے۔

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جارہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ۔

(ا) اگر وہ اس تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں۔ نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں۔

(ج) نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

تحریک جدید کیا ہے

اور اس کا پس منظر

○ "اس کے ساتھ ہی ظاہری تدبیر کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کے دل میں ایک نیا نظام القا کیا جو جماعت کی حفاظت اور استحکام اور توسیع کے لئے نہایت بابرکت ثابت ہوا یہ نظام تحریک جدید سے موسوم ہے۔ اس نظام کی بہت سی شاخیں تھیں جو بعض دین حق کی اشاعت اور بعض تربیت کے ساتھ اور بعض تنظیم کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں اور ان سب کاموں کو چلانے کے لئے ایک خاص چندے کی تحریک کی گئی جو آج کل چندہ تحریک جدید کہلاتا ہے اس چندہ کے ذریعہ جماعت کے استحکام کے تعلق میں بہت سے کام کئے جاتے ہیں لیکن اس چندے کا سب سے بڑا کام بیرونی ممالک میں دین حق کو پہنچانا ہے"

(دیباچہ کتاب پانچ ہزاری مجاہدین از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

(مرسلہ ایڈیشنل وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

بقیہ صفحہ 5

مجھے لکھا کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ چند مہینے کی بات ہے۔ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا تو ان کو میں نے دعا کی طرف بھی توجہ دلائی اور یہ بھی کہا کہ ڈاکٹروں کی باتیں نہ مانیں اللہ کی مرضی ہے۔ دعا میں بھی کرتا ہوں۔ آپ بھی کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ ان کی بہن کا بعد میں مجھے خط آیا کہ حیرت ہے کس طرح یہ بچ گئے ہیں بلکہ کام شروع کر دیا ہے اور پھر کام بھی ایسا کیا کہ "مذہب کے نام پر خون" کتاب کا اس بیماری میں ترجمہ شروع کیا اور وہ مکمل ہو گیا۔ اللہ کے فضل سے 'پھر اس کی نظر ثانی کی' پھر مجھے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میں دیکھ لوں۔ یہ پریس میں جا چکی ہے کتاب۔ پھر میں نے ان کو اطلاع دی کہ پریس میں بھی جا چکی ہے اور طباعت کے مراحل پر ہے تو علمی کام کرتے کرتے اس طرح جان دی ہے۔ ان کا بھی بہت اصرار تھا بار بار کہ آپ نے نماز جنازہ پڑھانی ہے"

حضرت صاحب نے اپنی کتاب کے انگریزی ترجمے

Murder in the Name of Allah

کے تعارف میں ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب کا بہت اچھا ذکر فرمایا ہے۔

سب پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ سید برکات احمد کو دعاؤں میں یاد رکھیں خدا تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کی اولاد دو بیٹوں سعد برکات اور نعمان برکات دو بیٹیوں سارہ برکات اور برجیس برکات کو ان کے لئے صدقہ جاریہ اولاد بنائے آمین۔

★......★......★......★

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 7 ستمبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 27 سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 36 سنٹی گریڈ
8- ستمبر غروب آفتاب 6-26
9- ستمبر طلوع آفتاب 5-48

دفاعی ماہرین کا کہنا ہے کہ ایران طالبان جنگ ہوئی تو ہزاروں لاشیں پاکستان آئیں گی۔ پاکستان بھی جنگ کی لپیٹ میں آجائے گا۔ امریکہ نے کہا ہے کہ ایران حملے سے باز رہے۔ افغانستان میں کسی بھی فوجی کارروائی کی مخالفت کریں گے۔ پاکستان نے طالبان کی مدد کرنی چاہی تو ایران اسے اپنی دشمنی قرار دیتے ہوئے پاکستان کے خلاف بھی کارروائی کرے گا۔ اس صورت حال میں ضروری ہے کہ پاکستان جنگ کی صورت میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کردے۔ ایران کی افغانستان کے خلاف جنگی تیاریاں مکمل ہیں۔ 100 بستروں کا ایک ہسپتال بھی قائم کردیا گیا ہے۔ امریکی انٹیلی جنس نے بتایا ہے کہ ایران سفارت کاروں اور شیعہ مسلمانوں کے قتل پر مشتعل ہے۔ پہلا نشانہ ہرات اور دوسرا طالبان کے حمایتی ہوسکتے ہیں۔ فوجی مشقوں میں طالبان کے مخالف دو ہزار افغانی بھی شامل ہیں۔

افغانستان نے کہا ہے کہ ایران حملہ کرنے کا احمقانہ قدم اٹھانے سے پہلے ہماری طاقت کا اندازہ لگالے۔ ایٹمی ہتھیار بھی چل سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں طالبان کے ترجمان نے کہا کہ ہماری فتوحات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ جنگ تھوپی گئی تو ڈٹ کر لڑیں گے۔ ہمسایہ ملک بھی جنگ میں ملوث ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ پورا خطہ جنگ کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔

امریکی دفتر خارجہ نے کہا ہے کہ ہم طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کرتے مگر افغانستان میں کسی کی مداخلت بھی پسند نہیں۔

لیبیا کے صدر قذافی نے کہا ہے کہ سوڈانی طیارے کی تریپولی تک پرواز کروز میزائیل کے حملے سے اہم ہے۔ امریکہ کی طرف سے عائد کردہ فضائی پابندیوں کی خلاف ورزی پر صدر قذافی نے سوڈان کو خراج تحسین پیش کیا۔

متعدد ہلاکتوں کے واقعات کے بعد تمام بھارت میں سرسوں کا تیل فروخت کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ فیصلہ تیل میں ملاوٹ کے باعث وبائی بیماری ڈراپسی کے کئی کیس منظر عام پر آنے کے بعد کیا گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

وفاقی وزیر تجارت اسحق ڈار نے کہا ہے کہ مارک اپ کے سوا تمام سود ختم کردیا جائے گا۔ مارک اپ جائز ہے۔ مسلمان برآمدات پر مارک اپ کو شرعاً جائز قرادے چکے ہیں۔ بیرونی قرضوں کے سود پر اجتہاد کی گنجائش ہے۔

وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو ایک شاطر عورت ہے جسے صرف اپنے خلاف ریفرنسوں سے غرض ہے حمایت کرنے والے لیڈران کے گھیرے میں آتے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا شریعت بل کے مخالفین پچھتائیں گے۔ ہم سیاستدانوں کو نہیں اللہ کو جوابدہ ہیں۔

ملک بھر میں یوم دفاع پاکستان ملی جوش وجذبہ سے منایا گیا شہداء کی قبروں پر پھول چڑھائے گئے۔ لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ، میں افواج کے سازوسامان کی نمائش ہوئی سیالکوٹ سرگودھا اور لاہور میں ہلال استقلال لہرایا گیا۔

وزیر اطلاعات مشاہد حسین نے کہا کہ بے نظیر بھٹو سیاسی قلابازیوں کی ماہر ہیں۔ علاقائی جماعتوں سے نیا اتحاد انہیں مبارک ہو۔ نئے اتحاد کے لئے بے نظیر نے یقیناً ولی خان اور راور مینگل سے معافی مانگی ہوگی۔

وزیراعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے درمیان اڑھائی گھنٹہ طویل ملاقات میں سندھ اور سرحد کے سیاسی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ یہ ملاقات رائے ونڈ فارم پر ہوئی۔

وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ سندھ حکومت نہیں جائے گی۔ کسی کو شک ہے تو عدم اعتماد کی تحریک لے آئے۔ لیاقت جتوئی کو مسلم لیگ اور حلیفوں کی مکمل حمایت حاصل ہے۔

بلوچستان کے لیڈر اکبر بگتی نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر چوہدری نثار کی نالائقی سے لوگ نواز شریف کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ اسلام آباد سازشیوں اور بدمعاشوں کا گڑھ ہے۔ ملک میں گند پڑا ہے۔ جماعت اسلامی اور ایک اخبار نے پاکستان توڑا۔

ضروری اطلاع

ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ آف ربوہ ہر ماہ تیسرے جمعہ سے یکے بعد دیگرے جمعہ تک اسلام آباد موجود ہوں گی۔ اس دوران ان سے ہفتہ سے جمعرات تک صبح 9 بجے سے ½11 اور شام 5 بجے سے ½7 بجے تک استفادہ کیا جاسکتا ہے

پتہ:
332 - سوان روڈ
جی - 10 - 1
اسلام آباد 282564
ملک منیر احمد ربوہ حال اسلام آباد